کتابیں کرایہ پردینے کا حکم

احسان اللہ شائق

بعض دکان دار کتابیں کرایہ پر دے کر کمائی حاصل کرتے ہیں اسی طرح بعض لوگ قرآن کریم کے سپارے قرآن خوانی کے لئے کرایہ پر دیتے ہیں، شرعاً یہ اجارہ ممنوعہ ہے اگر کسی نے لیکر مطالعہ کرلیا تو اس پر اجرت لازم نہیں۔ (ماخوذ از فتاوی محمودیہ:۳/۳۵۹)

وفی الهندية قال ؒولو استاجر كتبا ليقراء فيها شعرا كان او فقها او غير ذالك لا يجوز ولا اجرله وان قراء، وكذالك اجارة المصحف، وكان هذا كله نظير من استاجر كرما ليفتح له بابه فينظر فيه للاستئناس من غير ان يدخله الخ.

(عالمگیریہ:۳/۵۰۸ الاستئجار علی الطاعۃ)

ناول کرایہ پر دینا:

بعض لوگ دکان میں مختلف قسم کے فحش ناول قصہ کہانی کی کتابیں رکھتے ہیں ان کو کرایہ پر دیکر آمدنی حاصل کرتے ہیں، اولاً تو فحش تصاویر والے لٹریچر اسی طرح ناول، جرائم پیشہ لوگوں کے حالات پر مشتمل قصے یا فحش اشعار وغیرہ اسی طرح اہل باطل کے خیالات کا مطالعہ کرنا بھی عوام کے لئے گمراہی کا سبب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے اس کے لئے کتب فراہم کرنا یہ ناجائز کام میں تعاون ہونے کی وجہ سے گناہ کا کام ہے، ثانیاً فی نفسہ کتابوں کو کرایہ پر دیکر اجرت حاصل کرنا بھی شرعاً ممنوع ہے، خواہ وہ کتابیں اچھی ہوں، چہ جائیکہ ایسے مخرب الاخلاق ناول یا کتابوں کو کرایہ پر دیا جائے۔ (حوالہ بالا ملاحظہ فرمائیں) اس کی آمدنی بطریق اولیٰ حرام ہوگی۔ اسی میں فلموں کی سی ڈیز بھی شامل ہیں ان کو کرایہ پر دینا بھی حرام اور اس کی آمدنی حرام ہے۔

کرایہ پر دی ہوئی چیز گم ہوجانے کی صورت میں ضمان کا حکم:

اگر کسی نے کوئی چیز کرایہ پر لی پھر اس کے ہاتھ سے گم ہوگئی اس پر ضمان لازم ہوگا یا نہیں اس

بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر اس کرایہ دار نے مکمل حفاظت کا اہتمام کیا اس کے باوجود گم ہوگئی تو ضمان لازم نہیں ورنہ لازم ہے، اس بارے میں ایک سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: ایک شخص میری دکان سے سائیکل کرایہ پر لے گیا تھا اس کا بیان ہے کہ میں نے سائیکل کارخانہ کے دروازہ پر رکھی تھی لیکن جب میں واپس آیا تو سائیکل وہاں پر نہیں تھی، کسی شخص نے اٹھالی، اب دکاندار کو اس سائیکل کی قیمت لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: وہ سائیکل کرایہ دار کے ہاتھ میں امانت تھی اس کی حفاظت لازم تھی اگر وہ جگہ جہاں سائیکل رکھی تھی محفوظ جگہ نہیں ہے وہاں سے کسی کے اٹھالینے کا اندیشہ تھا، پھر بھی حفاظت کے انتظام کئے بغیر وہاں رکھ دی اور کسی نے اٹھالی تو حفاظت میں کوتاہی کی جس کی وجہ سے دکاندار کو ضمان وصول کرنے کا حق حاصل ہے ورنہ نہیں۔ (ف م:۱۲/۴۳۲)

تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینا حرام ہے:

بیس رکعت تراویح جماعت کے ساتھ ادا کرنا سنت موکدہ ہے اور اگر نیک صالح حافظ قرآن میسر ہو جائے تو اس سے ایک ختم قرآن سننا بھی سنت ہے اور بڑے اجر وثواب کا باعث ہے، اگر کوئی ایسا صالح حافظ قرآن میسر نہ ہو جو بلا اجرت قرآن سنائے تو اجرت لیکر قرآن سنانے والے حافظ کی اقتداء میں تراویح پڑھنے کا کیا حکم ہے اس بارے میں ایک سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: زید وعمر ایک ہی محلّہ کے رہنے والے ہیں اور اس محلّہ میں ایک ہی مسجد ہے، جس میں جماعت کے ساتھ نماز ہوتی ہے، زید نے اس مسجد میں ختم تراویح کے لئے اجرت پر ایک حافظ مقرر کیا، عمر و اس فعل کو حرام جانتا ہے اور حافظ کی اجرت کی شرط سے منکر ہے، اس حالت میں عمرو ختم تراویح میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جو حافظ اجرت پر ختم قرآن شریف کے لئے رکھا گیا ہے، اگر وہ اس تنخواہ میں مہینہ بھر پانچوں نمازوں کی امامت بھی کریگا، تو اس کو واضح کر کے سوال کیا جائے اور اگر ایسا نہیں تو اس کے پیچھے قرآن سننے سے ثواب نہ ملے گا اور ایسا حافظ جو کہ فاسق بھی ہے، اس لئے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، پس عمرو اس حالت میں الگ نماز پڑھ لے، اس حافظ کے پیچھے نہ پڑھے۔

قال فی مراقی الفلاح ولذا، کره امامة الفاسق لعدم اهتمامه بالدين فتحسب اهانته شرعاً، فلا يعظم بتقديمه، للامامة و اذا

تعذر منعه ينتقل عنه الى غيره للجمعة وغيرها وان لم يقم الجمعة الا هو يصلى معه......اه.(ص۱۷٦)

اور اگر اپنے گھر میں تراویح کی جماعت کرلے تو اور بھی اچھا، باقی فرضوں کی جماعت ترک نہ کرے، اگر اس امام مذکور کے سواء اور کسی کے پیچھے فرض جماعت نہ ملے تو اس کے ہی پیچھے پڑھ لے۔

والاصل فيه ما حققه ابن عابدين في رسالته" شفاء العليل وبل الغليل" من حرمة الاجارة والاستيجار على مجرد تلاوة القرآن ولا يخفى ان الحافظ الذى لا يؤم فى الصلوات الخمس و انما للتراويح ويختم فيها ياخذ الاجر على ذالك انما هو ياخذ الاجر على الامامة فامامة التراويح بمجردها لايجوز اخذ الاجر عليها لعدم الضرورة التى بها ابيح الاجرة فى تعليم القرآن و امامة المكتوبة والاذان وغيرها فانها فرائض او سنن موكدة من شعائر الاسلام و امامة التراويح سنة كفاية وتتاتى بقرائة سورة قصيرة من آخر القرآن ولا تتوقف على الختم، قال فى مراقى الفلاح: وسنن ختم القرآن فيها مرة فى الشهر على الصحيح، وان مل به القوم قرابقدر مالا يودى الى تنفير هم فى المختار،لان تكثير القوم افضل من تطويل القراة وبه يفتى، قال الزاهدى:يقرا كما فى المغرب اى بقصار المفصل بعد الفاتحة اه.

قال الصدر الشهيد:الجماعة سنة على الكفاية فيها حتى لو اقامها البعض فى المسجد بجماعة و باقى اهل المحلة اقامها منفردا فى بيته لا يكون تاركا للسنة لانه يروى عن افراد الصحابة التخلف اھ.(من مراقی الفلاح:ص۴٦۰)

بخلاف جماعة المكتوبات فانها واجبة على العين اوسنة مؤكدة و ايضا فانها من الشعائر فتحققت الضرورة فيها دون جماعة التراويح فلا يجوز اخذ الاجرة على امامتها مجردة ولا على الختم فيها والتخلف عن مثل هذا الامام اولى۔واللہ اعلم۔

(امداد الاحکام:۳/۵۵۹، کتاب الاجارۃ)

☆ بہ شیریں زبانی ولطف وخوشی..........توانی کہ پیلی بہ مویی کشی ☆